امتی علےٰ خطاء (یعنی میری اُمت کا اجماع خطا پر ہونے ہی کا نہیں) اپنی شیطانی طاقت اور غلبہ سے جھوٹا ثابت کر کے اور پیغمبر اسلام کے مسلّمہ چوتھے خلیفہ "مورد آیہ استخلاف" کو نہکا کر اور اس طرح اسلام کے اتحاد و اتفاق میں خلل انداز ہو کر جمعیتہ اسلامیہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے۔ اور یہی ابن سبا روسیاہ تھا جس کا جادو صفِ اول کے تمام بڑے بڑے علمائے متقدمین و متاخرین اہلِ سنت پر ایسا چلا کہ معاویہ و یزید کے بارے میں اُن کی بصارت و بصیرت اور عقل و فہم کی خداداد نعمتیں سب زائل ہو گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

غرضکہ ان تمام واقعات سے آپ حضرات کی بے خبری اور چشم پوشی آپ کی وسعت معلومات اور باطل کوشی سے خبر دیتی ہے۔ خدا آپ پر رحم کرے۔

مگر چونکہ آپ نے مذہبی نقطۂ نظر سے خدا کا نام لے کر بخیالِ خود مسلمانوں کے اس سوءِ ظن کو جو قدیم الایام سے انھیں معاویہ و یزید سے چلا آتا ہے، ایک سخت بے دینی اور باعث عذابِ الٰہی تصور کیا ہے۔ اس لئے احقاق حق کے لئے ہمارا یہ فرض ہے کہ حضرت معاویہ کی قسم دے کر آپ سے پوچھیں کہ خالقِ اکبر کے کس کلام سے آپ کو یہ وثوق حاصل ہوا کہ جو شخص معاویہ و یزید سے حسنِ ظن نہ رکھے وہ باعث عتابِ الٰہی اور مستوجب عذابِ آخرت ہو گا؟

مولوی صاحبان! کیا آپ نے قرآن حکیم میں یہ نہیں پڑھا کہ :-

"اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ (اعراف ع ۱) | یعنی "اے لوگو جو کچھ تمہارے رب کے پاس سے تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے اسکی پیروی کرو اور خدا کو چھوڑ کر دوسرے دوستوں اور مددگاروں کی پیروی نہ کرو۔

اب فرمایئے کس آیۂ قرآنی سے آپ نے اپنا مذکورہ اجتہاد مستنبط کیا ہے۔ اگر آیت سے نہیں تو کسی صحیح حدیث مسلمہ محدثین اہلِ سنت سے ہی سہی کیونکہ قرآن مجید کے حقیقی مُبیّن و مُفسّر باتفاق اُمت رسول کریمؐ ہی ہیں۔ اس لئے کہ خدا فرماتا ہے :-

وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْھِمْ۔ (النحل ع ۶) | یعنی ہم نے اے رسول یہ ذکر یعنی قرآن اس لئے نازل کیا ہے کہ جو کچھ آدمیوں کے لئے نازل کیا گیا ہے تو اسے کھول کر صاف صاف بیان کر دے۔"

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرآن کے علاوہ اس کے متعلق رسولؐ کا بیان بھی ضروری ہے تاکہ خداوند عالم کے ارشاد کا پورا مطلب واضح ہو جائے۔ اور سب جانتے ہیں کہ اس بیان ہی کا نام حدیث رسولؐ ہے جس کا اتباع یعنی پیروی تمام اُمت پر واجب ہے کیونکہ وہ پیروی دراصل قرآن مجید ہی کی پیروی ہے۔ اور غالباً علمائے اہل سنت نے خلافتِ راشدہ کی صحت پر احادیث رسولؐ ہی سے استدلال کیا ہے۔

لہٰذا جب تک آپ کسی آیۂ قرآنی اور اس کے ساتھ حدیث رسولؐ سے اپنے دعوے کو ثابت نہ کریں، یہی سمجھا جائیگا کہ آپنے خدا اور رسول کے حکم کو چھوڑ کر دوسروں کو اپنا "اولیا" یعنی دوست اور مددگار بنا لیا ہے کہ وہ جس شخص کو چاہیں اپنی خواہشات نفسانی سے اپنے لئے خلیفہ اور امیر المومنین منتخب کر لیں جیسے بت پرست لوگ اپنے ہاتھوں سے بت تراش کر ان کی پرستش کرتے ہیں۔ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی لئے فرمایا ہے کہ :-

آں کس کہ ز قرآن و خبر زو نرہی ؛ آنست جوابش کہ جوابش ندہی

غرضنکہ قرآن وحدیث کی رُو سے کوئی شخص اس امر کا مجاز نہیں ہے کہ وہ جس کو چاہے اپنا دینی پیشوا بنالے اور اسکی پیروی کرنے لگے۔ بلکہ ایسا کرنے کی سخت ممانعت کی گئی ہے۔ چنانچہ سورہ قصص کے ساتویں رکوع میں خداوند عالم فرماتا ہے:۔

"دربک یخلق ما یشاء و یختار ما کان لھم الخیرۃ سبحان اللہ و تعالیٰ عما یشرکون ؕ" | "تمہارا رب ہی (مخلوق کو) پیدا کرتا ہے اور وہی انتخاب کرتا ہے جسکو چاہے۔ بندوں کو اس کام میں کوئی اختیار نہیں۔ پاک ہے وہ خدائے برتر اس چیز سے کہ اس کا شریک کرتے ہیں۔"

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس طرح خداوند عالم کو خلق کے پیدا کرنے کا اختیار ہے۔ اسی طرح یہ اختیار بھی اسی کو ہے کہ جسکو چاہے اپنے مخلوق کی ہدایت کی غرض سے نبوت اور خلافت و امامت کے لئے منتخب کرے۔ اور یہ کہ اس طرح کا انتخاب و اختیار خلق کے اختیار میں سمجھنا، یعنی جو کام کہ خدا کے لئے مخصوص ہے، اس میں خلق کو شریک قرار دینا ایک نوع کا شرک باللہ ہے۔ اس کے معابعد اسی آیت کا آخری نقرہ یہ ہے۔ "وربک یعلم ما تکن صدورھم وما یعلنون" یعنی اس بات کو تو خدا ہی جانتا ہے کہ دُنیا کے لوگ کس چیز کو اپنے دلوں میں چھپاتے ہیں اور کیا وہ ظاہر کرتے ہیں۔ اس نقرے میں خداوند عالم نے اس حکمت و مصلحت کو بھی جتادیا جس کی بنا پر بندوں کے ہاتھ میں خلیفہ و امام کے تقرر کا اختیار نہیں دیا گیا۔

اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ دنیا میں بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کا ظاہر بہت اچھا اور باطن بہت بُرا ہوتا ہے لہذا ممکن ہے کہ لوگ جس شخص کو امامت وخلافت کے لئے اختیار کریں اور ظاہر میں اُس کو اچھا سمجھیں، حقیقت میں اُس کا باطن بُرا ہو اور جب وہ اپنی حکومت وخلافت کے وقت میں خود مختار ہو جائے تو اُن بُرائیوں کو ظاہر کرے جن سے انواع واقسام کے فسادات دین وملت اور حقوق واموال رعیت میں پیدا ہوں کہ جو کسی طرح اصلاح پذیر نہ ہو سکیں۔ جس پر تاریخ اسلام اور روزمرہ کے واقعات اور مشاہدات گواہ ہیں۔ ولنعم ما قال السعدی رح؛۔

توان شناخت بیک روز از خصائل مرد
کہ تا کجاست رسیدست پایۂ گاہِ علوم
ولے ز باطنش ایمن مباش و غرۂ مشو
کہ خبث نفس نہ گردد بسالہا معلوم

مولوی صاحبان! ذرا خدا لگتی بات کہئیے کہ آپ نے قرآن وحدیث کی کس دلیل سے یقین کر لیا کہ معاویہ ویزید سچ مچ خلفائے رسُول ہیں اور جبکہ آپ کے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں ہے اور نہ کبھی آج تک آپ کا کوئی اموی النزاد ولی نعمت پیش کر سکا ہے تو کیا وجہ ہے کہ اس بات پر یقین نہ کیا جائے کہ آپ خدائے تعالیٰ کے حکم محکم "لا تتبعوا من دونہ اولیاء" کے صریح مخالف ہو کر گویا خدا سے جنگ کر رہے ہیں اور اس طرح خود گمراہ ہو کر تمام مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے درپے ہیں حالانکہ "اولیاءھم الطاغوت یخرجونھم من النور الی الظلمات" کے مصادیق کا حشر وانجام آپ کو معلوم ہے۔ باللہ العظیم یہ عاجز صرف اس خیال سے کہ،

اگر بینم کہ نابینا و چاہ ست ؎ دگر خاموش بنشینم گناہ ست

اور محض آپ کی خیرخواہی اور دردمندی کی راہ سے اس گمراہی کا جو اصلی سبب ہے، اس کو حضرت مخبر صادق کی زبان صداقت بیان سے آپ پر واضح کرنا چاہتا ہے۔

جانتے تو آپ ضرور ہوں گے کیونکہ ماشاء اللہ علم و فضل کے مدارج عالیہ پر فائز ہیں۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آباپرستی اور موروثی عصبیت نے آپ کو مجبور کر دیا ہے جس کی وجہ سے آپ نے حضرت بشیر، نذیر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری وصیت عظمیٰ کو کسی مصلحت سے دیدہ و دانستہ پس پشت ڈال دیا ہے۔ کاش اگر آپ حضرات اس پر عمل پیرا ہوتے تو آج آپ مصنوعی عباسیت مآب کے دام فریب میں مبتلا نہ ہوتے اور اس کی بدیہی البطلان کتاب کو دیکھ کر چونک نہ پڑتے بلکہ خود ہی آسانی کے ساتھ اپنے زور قلم سے اس کے بے ثبات دعوؤں اور افتراپردازیوں کی قلعی کھول دیتے مگر افسوس "اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ یُّضِلُّ"۔

میں یہاں اس معرکۃ الآراء وصیت رسولؐ کو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ کی مشہور عالم کتاب تحفہ سے آپ کے ملاحظہ کے لئے نقل کرتا ہوں۔ شاہ صاحب کی مقدس ہستی اور آپ کی عظمت و جلالت قدر تمام اہل سنت میں مسلم ہے۔ حضرت ممدوح تحریر فرماتے ہیں:-

"باید دانست کہ باتفاق شیعہ و سنی ایں حدیث ثابت است کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمود "اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ مَا اِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ۔ اَحَدُھُمَا اَعْظَمُ مِنَ الْاٰخَرِ کِتَابُ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ اَھْلُ بَیْتِیْ۔

ترجمہ: بگذاشتم در شما دو چیز گرانقدر اگر گرفتید بآں ہرگز گمراہ نشوید بعد من۔ یکے از آں ہر دو بزرگتر است از دیگر۔ قرآن شریف و اولاد از اہل بیت من۔ پس معلوم شد کہ در مقدمات دینی و احکام شرعی ما را پیغمبرؐ حوالہ بایں دو چیز عظیم القدر فرمودہ است پس مذہبے کہ مخالف این دو باشد در امور شرعیہ عقیدۃً و عملاً باطل و نامعتبر است و ہر کہ انکار ایں دو بزرگ نماید گمراہ و خارج از دین۔

(تحفہ مطبوعہ مطبع ثمر ہند لکھنؤ صفحہ ۲۱۰)

"جاننا چاہیئے کہ باتفاق شیعہ و سنی یہ حدیث ثابت ہے کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ میں تم لوگوں میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں انکو اگر تم مضبوط پکڑے رہو گے (یعنی ان کا اتباع کرو گے) تو میرے بعد ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ ان دونوں میں ایک زیادہ بزرگ ہے اور وہ دو چیزیں یہ ہیں۔ ایک قرآن شریف اور دوسرے میری اولاد جو میرے اہل بیت ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ دینی مقدمات اور شرعی احکام میں پیغمبر خدا صلعم نے ہم کو انہیں دو عظیم الشان چیزوں کے حوالے کیا ہے۔ پس جو مذہب کہ شرعی امور میں ازروئے عقیدہ و عمل ان دو چیزوں کے مخالف ہو وہ باطل اور نامعتبر ہے اور جو شخص ان دو بزرگوں کا انکار کرے وہ گمراہ ہے اور دین اسلام سے خارج"۔

قابل غور ہے کہ حدیث مذکور میں جس کی صحت پر بقول جناب شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سنی اور شیعہ دونوں کا اتفاق ہے۔ جناب صاحب لوحی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے صرف دو چیزوں کو مسلمانوں کے حوالے کیا ہے جن پر ان کے دین و ایمان کا مدار ہے اور یہ کہ تمام شرعی اور دینی معاملات میں انہی دو چیزوں کو علی الاطلاق حاکم بتایا ہے۔ کسی تیسری چیز کا نام نہیں لیا جس میں اپنے اختیار کردہ خلفاء معاویہ و یزید کو زبردستی داخل کیا جا سکے خصوصاً جبکہ کسی مومن اور مومنہ کو اس کا اختیار خداوند علیم و حکیم نے نہیں دیا بلکہ کھلے لفظوں میں بتاکید اس کی ممانعت کر دی ہے اس تصریح کے ساتھ کہ خدا اور اس کے رسول کے حکم سے سرتابی اور نافرمانی کرنے والوں کا یہ انجام ہے کہ وہ یقیناً ضلالت و گمراہی میں مبتلا رہیں گے۔ ملاحظہ ہو سورۂ احزاب کے پانچویں رکوع کی یہ آیت:-

"وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗٓ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِھِمْ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا"۔

"کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کیلئے یہ امر سزاوار نہیں ہے کہ جب خدا اور اس کے رسول نے ایک بات طے کر دی ہو تو پھر انہیں (اس کے متعلق) اپنے معاملہ میں کچھ بھی اختیار نہیں ہے اور جو شخص کہ خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ یقیناً صریح گمراہی میں مبتلا ہو گا۔

پھر خداوند عالم فرماتا ہے:-

"فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝"

"تیرے رب کی قسم، لوگ ہرگز مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ ان تمام معاملات میں جن کے متعلق ان میں نزاع درپیش ہو وہ تجھے اپنا حکم (جج) نہ بنائیں اور پھر تیرے فیصلے کو قبول کرنے میں کراہیت نہ کریں۔"

نتیجہ یہ نکلا کہ جو شخص رسول رب العالمین کے حکم کی خلاف ورزی کرے اور اس کے فیصلے کو نہ مانے، وہ ہرگز مومن باللہ اور مومن بالرسول نہیں ہو سکتا۔

بہرکیف یہاں ہمارا مقصود صرف اس قدر ہے کہ حدیثِ ثقلین کے کلام رسول ہونے پر تمام فِرق اسلامیہ متفق ہیں جیسا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے۔ البتہ حدیثِ مذکور کو اس موقع پر جناب ممدوح نے اختصار کے ساتھ نقل فرمایا ہے جس کے کچھ الفاظ رہ گئے ہیں یعنی "عترتی اہل بیتی" کے بعد "وَاِنَّ اللَّطِیفَ الخَبِیرَ اَخبَرَنِی اَنَّهُمَا لَن یَفتَرِقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الحَوضَ فَانظُرُوا کَیفَ تَخلُفُونِی فِیهِمَا" کے الفاظ بھی الصادق الامین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمائے تھے جن کو بتواتر دیگر کتب احادیث میں بکثرت حفاظ حدیثِ مقبولہ اہلِ سنت نے نقل فرمایا ہے۔ اس وقت میرے پیشِ نظر حضرت علامہ فہامہ ابن حجر مکی ہیثمی رح کی مشہور کتاب صواعق محرقہ مطبوعہ مصر ہے جس میں پوری حدیث محدث ممدوح نے نقل فرمائی ہے۔ اس کا صفحہ ۸۹ ملاحظہ فرمائیں جس میں مذکورہ الفاظ آپ کو ملیں گے۔ ان الفاظ کا صاف مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے ان دونوں چیزوں یعنی قرآن و اہلبیت کی بابت ارشاد فرمایا کہ:۔

"مجھ کو خداوند لطیف و خبیر نے یہ خبر دی ہے کہ یہ دونوں کبھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں۔ اب دیکھنا ہے کہ تم لوگ ان کا خیر مقدم کس طرح کروگے یعنی کس عنوان سے اُن کے ساتھ سلوک کروگے۔"

اب یہ امر غور طلب ہے کہ ایک دوسرے سے جُدا نہ ہونے کے کیا معنی ہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اس کا یہ مطلب تو ہو نہیں سکتا کہ خدا نے ان دونوں چیزوں کا ایک دوسرے سے اس طرح وصل کر دیا ہے جیسے دو چیزوں کو لیہی یا گوند سے چپکا دیا جاتا ہے۔ لامحالا یہی معنی مفہوم ہوتے ہیں کہ جو حکم قرآن کا ہوگا وہی حکم اہلِ بیتؑ کا۔ یعنی دونوں کے احکام میں کچھ اختلاف نہ ہوگا۔ فرض کیجئے اہلِ بیت نے کوئی جھوٹ بولا، قرآن سے جُدا ہو گئے، کوئی ظلم و فسق کیا، قرآن سے الگ ہو گئے، قرآن کے کسی حکم کی خلاف ورزی کی فوراً قرآن کا ساتھ چھوٹ گیا، قرآن کے دیگر اوامر و نواہی کی تعمیل میں ذرا سی بھی کوتاہی کی، قرآن سے علیحدہ ہو گئے، قرآن کی کسی آیت کے غلط معنی بتائے قرآن سے ان کا اتصال جاتا رہا۔ پھر ان دونوں میں اتحاد و اتفاق کہاں رہا۔ لیکن حضرت مخبرِ صادقؐ کا یہ ارشاد ہے کہ وہ دونوں ہرگز ہرگز ایک دوسرے سے قیامت تک جُدا نہ ہوں گے جو ہرگز غلط نہیں ہو سکتا کیونکہ "صاحب ماینطق عن الہوی" کا کلام ہے۔ لہٰذا لازماً یہ ماننا پڑے گا کہ اہلِ بیتؑ کا کوئی فعل و عمل قرآن کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ اور یہ ذواتِ مقدسہ ہر قسم کی خطا و لغزش اور انسانی کمزوریوں سے بالکل پاک اور منزّہ ہیں کیونکہ وہ ضعیف البیان انسانوں کے لئے نمونۂ عمل اور معلم اخلاقِ الٰہی بنا کر بھیجے گئے ہیں جن کے نقشِ قدم پر چل کر صحیح معنوں میں وہ رشد و ہدایت پا سکتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اگر ان معلمانِ ربانی کے اندر بھی وہ عیوب و نقائص پائے جائیں جن کی اصلاح کے لئے وہ بھیجے گئے ہیں تو پھر وہ کیا خاک ہدایت کر سکتے ہیں۔ ؎ "او خویشتن گم است کرا رہبری کند۔"

یہی تو وجہ ہے کہ تمام مسلمان پانچوں وقت کی نمازیں "اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم" کے

لفظوں میں خدا سے دعا مانگتے ہیں کہ بارِ الہا ہمیں سیدھے راستے پر چلا جو اُن لوگوں کا راستہ ہے جن کو تو نے اپنی خاص نعمتیں بخشی ہیں، وہ کون لوگ ہیں، یہ امر تصفیہ طلب ہے لیکن یہ امر تمام مسلمانوں میں متفق علیہ ہے کہ قرآن کی صحیح تفسیر و تشریح کے لئے آنحضرت صلعم کے ارشادات سے زیادہ کسی کا قول معتبر نہیں ہو سکتا لہذا الذین انعمت علیہم کے مصداق کی تشخیص و تعیّن کے لئے ضروری ہے کہ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے آنحضرت صلعم ہی کی طرف رجوع کیا جائے تاکہ یقینی طور سے معلوم ہو سکے کہ وہ منعم علیہ گروہ کونسا ہے جس کی پیروی پر صراطِ مستقیم کی ہدایت منحصر ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسا گروہ وہی ہو سکتا ہے جس کا ساتھ کسی حالت میں قرآن سے نہیں چھوٹ سکتا۔ چنانچہ حضرت مہبطِ وحی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے مندرجہ بالا فرمان واجب الاذعان نے اظہر من الشمس کر دیا کہ وہ گروہ درحقیقت "گروہِ آلِ محمدؐ" ہے جس کو آنحضرت صلعم نے عترتی اہل بیتی فرمایا ہے لیکن چونکہ علام الغیوب کو جو ہادیٔ مطلق ہے یہ منظور تھا کہ اُمتِ محمدیؐ پر کما حقہٗ حجّت پوری کر دی جائے، اس نے اپنی رحمت واسعہ سے نماز پڑھنے والوں کو اس منعم علیہ گروہ کا تعارف نماز ہی میں کرا دیا، تاکہ وہ اس مقدس جماعت کی تلاش میں دھوکہ نہ کھائیں، اس لئے نماز ہی میں ان کی زبان سے کہلوا دیا کہ وہ خاصانِ خدا جن کے اتباع پر صراطِ مستقیم کی ہدایت موقوف ہے، وہ محمدؐ و آلِ محمدؐ ہیں۔ یعنی ان کے سوا دوسرا گروہ نہیں ہے۔ چنانچہ تمام مسلمان جب نماز میں تشہد پڑھتے ہیں تو اُن کی زبان پر یہ کلمات جاری ہوتے ہیں کہ "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ" "اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ" یعنی بار خدایا تو محمد و آل محمدؐ پر اپنی رحمت نازل کر" "اُن پر اپنی برکات اور انعامات کا نزول فرما" اب اس سے زیادہ "اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ" والوں کو پہچنوانے میں اور کیا صراحت ہوگی۔

یہی وجہ ہے کہ ایک دوسری حدیث میں رسول رب العالمین نے مسلمانوں کو متنبّہ کر دیا کہ "الدعاء محجوب حتی یصلی علی محمد واھل بیتہ اللھم صل علی محمد و آلہ" یعنی وہ دعا محجوب رہتی ہے (یعنی اس معبودِ حقیقی تک نہیں پہنچتی) جب تک کہ محمدؐ اور آپ کے اہلبیت پر "اللھم صل علی محمد و آلِ محمد" کہہ کر درود نہ بھیجی جائے جیسا کہ حضرت علامہ ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ کے صفحہ ۸۸ پر تحریر فرمایا ہے۔ پھر حدیثِ ثقلین کا دوبارہ اعادہ کرتے ہوئے آپ نے ایک دوسرے طریق سے اس کو روایت کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:-

"اذکرکم اللہ فی اھل بیتی (قلنا لزید بن ارقم من اھل بیتہ نساءہ؟ قال "لا" ایم اللہ ان المرأۃ تکون مع الرجل العصر من الدھر ثم یطلقھا فترجع الی ابیھا و قومھا اھل بیتہ وعصبتہ الذین حرموا الصدقۃ)

وفی روایۃ صحیحۃ "انی تارک فیکم امرین لن تضلوا ان تبعتموھما وھما کتاب اللہ واھل بیتی عترتی ...... فلا تقدموھما فتھلکوا ولا تقصروا عنھما فتھلکوا ولا تعلموھم فانھم اعلم منکم"

"آنحضرت صلعم نے فرمایا" میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں پھر یاد دہانی کرتا ہوں (راوی کا بیان ہے کہ) ہم نے حضرت زید بن ارقم صحابی سے پوچھا کہ رسول اللہؐ کے اہلبیت کون لوگ ہیں۔ آیا آپ کی بیبیاں ہیں؟ تو انھوں نے جواب دیا ہرگز نہیں (بیوی پر اہلبیت کا اطلاق کیسے ہو سکتا ہے۔ اس کی حالت تو یہ ہے کہ) وہ شام سے صبح تک تو اس کی زوجیت میں رہتی ہے لیکن جب شوہر اس کو طلاق دے دیتا ہے تو وہ اپنے باپ اور قوم کی طرف چلی جاتی ہے۔ آنحضرت صلعم کے اہلبیت تو وہ لوگ ہیں جن پر صدقہ حرام کیا گیا ہے) اور یہ صحیح روایت ہے کہ پیغمبر خداؐ نے فرمایا کہ میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں یعنی کتاب اللہ اور میرے اہلبیت و عترت ...... پس تم ان پر سبقت نہ کرو۔ اگر ایسا کرو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے۔ اور ان کے حق میں کوتاہی نہ کرو جس کا

نجام بھی ہلاکت ہے۔ اور انھیں سبق مت پڑھاؤ وہ تم سے کہیں زیادہ عالم ہیں۔"

اس کے بعد آگے چل کر علامہ ابن حجر مکیؒ نے اس حدیث پر جو تبصرہ کیا ہے، افسوس ہے کہ اس بصیرت افروز بیان کو ہم یہاں بخوف طوالت پورا نقل نہیں کر سکتے۔ البتہ اس کے آخری الفاظ پر قناعت کرتے ہیں جو یہ ہیں:-

"وفی احادیث علی التمسك باهل البیت اشارة الی عدم انقطاع متاهل منهم للتمسك به الی یوم القیامة كما ان الكتاب العزیز كذلك ولهذا كانوا امانا لاهل الارض كما یاتی ویشهد لذلك الخبر السابق" فی كل خلف من امتی عدول من اهل بیتی الی آخره۔

ثم احق من یتمسك به منهم امامهم وعالمهم علی بن ابی طالب كرم الله وجهه لما قدمناه من مزید علمه ودقائق مستنبطاته ومن ثم قال ابوبكر علی عترة رسول الله ای الذین حث علی التمسك بهم فخصه لما قلنا وكذلك خصه صلی الله علیه وسلم بما مر یوم غدیر خم"

(صواعق محرقہ صفحہ ٩٠)

"جن احادیث میں اہل بیت سے تمسک کرنے (یعنی ان کا اتباع کرنے) کی طرف رغبت دلائی گئی ہے، اُن میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اہل بیت میں سے قیامت تک کسی واجب التمسک فرد کا سلسلہ منقطع ہوگا جیسے کتاب اللہ قیامت تک کے لئے واجب التمسک ہے اور یہی وجہ ہے کہ اہل بیت کو دنیا میں بسنے والوں کے لئے امان بتایا گیا ہے جیسا کہ آئندہ مذکور ہوگا۔ نیز پہلی حدیث بھی اس کی گواہی دیتی ہے جو یہ ہے کہ میری امت کی ہر پشت کے دور میں اہل بیت میں سے عادل نفوس قدسیہ ضرور رہیں گے۔ الخ

پھر سب سے زیادہ اس امر کے اہل اور مستحق جن کی اطاعت کی جائے، گروہ اہل بیت کے امام اور عالم علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ہیں۔ اس بنا پر جس کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں یعنی آں حضرتؑ کا علم و تبحر اور آپ کے استنباطات کی گہرائیاں۔ اور یہی سبب ہے کہ حضرت ابوبکر نے ارشاد فرمایا کہ علی ابن ابی طالب پیغمبر خدا صلعم کی عترت ہیں یعنی وہ بزرگ جن سے تمسک کرنے کی امت کو ترغیب دی گئی ہے۔ بس جیسا کہ ہم نے بیان کیا رسول اللہ صلعم نے آپ کی خصوصیت کو ظاہر کیا ہے اور اسی طرح آنحضرت صلعم نے غدیر خم کے روز آپ کی تخصیص فرمائی ہے۔"

پھر اسی حدیث کے سلسلہ میں دوسری جگہ علامہ ابن حجر مکیؒ تحریر فرماتے ہیں:-

"واورد المحب الطبری انه صلی الله علیه وسلم قال ان الله جعل اجری علیكم المودة فی اهل بیتی وانی سائلكم غدا عنهم وقد جاءت الوصیة الصریحة بهم فی عدة احادیث منها حدیث انی تارك فیكم ما ان تمسكتم به لن تضلوا بعدی الثقلین احدهما اعظم من الآخر كتاب الله حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اهل بیتی ولن یفترقا حتی یردا علی الحوض فانظروا كیف تخلفونی فیهما" صفحہ ١٣٦

"محب طبری نے اس روایت کو اس طرح وارد کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے میرے اجر کو میرے اہل بیت کی محبت میں قرار دیا ہے اور کل میں عنقریب (بروز قیامت) ان کی بابت تم سے سوال کروں گا (علامہ ممدوح فرماتے ہیں کہ) ان کے (یعنی اہلبیت کے) متعلق رسول اللہ کا صریح حکم متعدد احادیث میں بیان ہوا ہے۔ از آں جملہ ایک یہ ہے کہ میں تم مسلمانوں میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں۔ جب تک تم لوگ ان کا اتباع کرتے رہو گے تم ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ ان میں سے ایک دوسری سے بہت عظیم ہے۔ یعنی کتاب اللہ جو ایک رسی کی طرح ہے جو آسمان سے زمین تک کھنچی ہوئی ہے۔ دوسری چیز میری عترت ہے جو میرے اہلبیت ہیں۔ اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے جبتک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد نہ ہوں۔ اب دیکھنا ہے کہ تم لوگ ان دونوں کیساتھ کس طرح سلوک کرو گے۔"

اس کے بعد ایک دوسری حدیث جو مصنف علام نے صحیح مسلم وغیرہ سے نقل کی ہے۔ اس کے آخر میں آنحضرت صلعم کے تاکیدی الفاظ اس طرح منقول ہیں:-

"ثم قال و اهل بیتی۔ اذکرکم اللہ فی اہل بیتی اذکرکم اللہ فی اہل بیتی ثلاثا"۔ ص ۱۳۶

"میں تم لوگوں کو اپنے اہل بیت کے بارے میں یاد دلاتا ہوں، میں تم کو اپنے اہل بیت کے بارے میں یاد دلاتا ہوں، ان الفاظ کا آنحضرت صلعم نے تین بار اعادہ فرمایا"۔

اوپر کی منقولہ حدیث میں پیغمبر خدا صلعم کے جو الفاظ "ان اللہ جعل اجری علیکم المودۃ فی اہل بیتی" و "انی سائلکم غدا عنھم" وارد ہوئے ہیں۔ یعنی خدائے تعالیٰ نے میرے اجر کو میرے اہلبیت کی محبت میں قرار دیا ہے۔ اور میں عنقریب کل بروز قیامت ان کی بابت سوال کروں گا" یہ اس آیہ مبارکہ کی تفسیر ہے جو سورۂ شوریٰ کے تیسرے رکوع میں اس طرح نازل ہوئی ہے:۔ "قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ"۔ یعنی میں تم سے اپنی رسالت کی تبلیغ (یعنی تمہاری رہنمائی اور تعلیم و تلقین کے عوض میں اسکے سوا اور کوئی اجر نہیں مانگتا کہ تم لوگ میرے خاص قرابت داروں (یعنی میرے اہلبیت) سے محبت کرو یعنی ان کے احکام کی تابعداری کرو"۔

ظاہر ہے کہ اس حدیث ثقلین کے ساتھ جناب صاحب الوحی علیہ الصلوۃ والتسلیم کا آیہ مودۃ القربیٰ کی تفسیر بیان فرمانا درحقیقت آیہ قرآنی وَاَنْزَلْنَا اِلَیْكَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ (النحل ع ۶) کی تعمیل ہے جو ایک مُبیّن و مُفسّر قرآن ہونے کی حیثیت سے آپ کا فریضہ تھا کہ لفظ "مودت" اور "القربیٰ" کی تشریح فرما کر آیت کا جو اصل مقصود ہے اس سے مسلمانوں کو آگاہی بخشیں تاکہ وہ اس کے حقیقی معنی و مُراد کو صحیح طور سے سمجھ لیں اور اپنی خواہشات نفسانی اور ظنون فاسدہ کی پیروی کر کے گمراہ نہ ہوں۔ اسی لئے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اس "مودۃ القربیٰ" کی بابت بروز قیامت میں تم لوگوں سے سوال کروں گا۔

آیہ مذکور کی مزید تشریح ترجمان القرآن حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی اس تفسیر سے بخوبی ہوتی ہے جس کو علامہ ابن حجر مکیؒ نے اس طرح نقل فرمایا ہے:۔

"قالوا یا رسول اللہ عند نزول الآیہ من قرابتک ھؤلاء الذین وجبت علینا مودتھم؟ قال! علیؑ و فاطمہ و ابناھما"۔

"جب یہ آیہ مودت نازل ہوئی تو لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں جن کی محبت اس آیت میں ہم پر واجب کی گئی ہے؟ تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ وہ علی و فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹے (حسن و حسین) ہیں"۔

اس آیت اور اس کی مذکورہ بالا تفسیر سے اگر کسی نافہم کو یہ شبہ پیدا ہو۔ اور یہ اعتراض وارد کرے کہ امت سے پیغمبر خداؐ کا تبلیغ رسالت کے عوض میں کسی اُجرت کا مانگنا آپ کی شان والاشان کے منافی ہے بلکہ اس میں آپ کی بڑی ہتک ہے۔ چنانچہ اس قسم کا کوئی سوال آپ نے کیا ہی نہیں" تو اس کو سمجھنا چاہیئے کہ آیہ مذکور میں آپ نے اپنے کھانے پینے اور عیش اُڑانے کے لئے کبھی کسی سے بھیک نہیں مانگی۔ اگر ایسا کرتے تو البتہ آپ کی نبوت و رسالت میں بٹا لگتا۔ لیکن اس بات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ پیغمبر خداؐ نے اپنی اُمت سے کسی اجر کا سوال کیا ضرور تھا جو اول تو اسی آیت سے ثابت ہے۔ پھر اس کی توضیح و تشریح دوسری جگہ اسی قرآن میں موجود ہے۔ چنانچہ سورہ سبا کے چھٹے رکوع میں خداوند عالم کا ارشاد ہے کہ:۔ "قُلْ مَا سَاَلْتُکُمْ مِنْ اَجْرٍ فَھُوَ لَکُمْ" "یعنی کہدے اے رسول کہ میں نے جس اجر کا تم سے سوال کیا تھا وہ تمہارے ہی فائدہ کے لئے تھا"۔ مقصود یہ ہے کہ اگر تم اہل بیت سے سچی محبت رکھو گے یعنی اُن کے نقش قدم پر چلو گے اور اُن کے احکام کی اطاعت کرو گے تو اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے، کیونکہ ان کی پیروی کے بغیر تمہارا صراط مستقیم پر قائم رہنا اور ہلاکت ابدی سے بچنا ناممکن ہے۔ بس اسی قدر اجر رسالت میں تم سے چاہتا ہوں وَھُوَ الْمُدَّعَاء۔

افسوس ہے کہ اس رؤف و رحیم پیغمبر خدائے علیم و حکیم کی اس انتہائی شفقت آمیز نصیحت کو جو اُن ہی کی خیر و عافیت اور فلاح آخرت کیلئے آپ نے فرمائی تھی۔ "منکم من یرید الدنیا" پر جان دینے والوں نے محض اس لئے نظر انداز کر دیا کہ اس کی تعمیل سے انھیں سرچشمہ ہدایت یعنی اہل بیت رسالت کو اپنا حاکم اور مقتدا ماننا پڑتا تھا جس سے ان کے دنیاوی اغراض و مقاصد فوت ہوتے تھے۔ اس لئے باقتضائے

دُوراندیشی اس آیہ مودت کے وہ معنی گھڑے گئے جو عقلاً ناقابل قبول بلکہ صریح البطلان اور عند التامل نہایت مضحکہ خیز ہیں۔ جس کی تفصیل کا یہ محل نہیں ہے۔

بہر حال آیۂ زیرِ غور کے متعلق خود حاملِ قرآن کی تفسیر حضرت ابن عباسؓ کی زبانی تو آپ کو معلوم ہو گئی جو خبر متواتر یعنی حدیث ثقلین اور دیگر صحیح حدیثوں کے بالکل مطابق ہے مگر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں آپ کے مزید اطمینان کے لئے یہ بھی عرض کر دوں کہ آئمہ اہلبیتؑ نے بھی "مودۃ القربیٰ" کے یہی معنی بتائے ہیں جو آنحضرت صلعم نے بتائے تھے۔ چنانچہ حضرت علامہ ابن حجر مکیؒ نے اسی حدیث ثقلین کے بیان کے سلسلہ میں آیہ مودۃ القربیٰ کے متعلق خود حضرات آئمہ اہلبیتؑ کی بھی دو حدیثیں نقل فرمائی ہیں جنکو طبرانی اور دولابی نے اخراج کیا ہے۔ ایک امام زین العابدین علیہ السلام کی ہے جس میں دمشق کے ایک مقام پر آپ نے ایک شامی کے مقابلہ میں فرمایا تھا کہ یہ آیت ہماری محبت واجب ہونے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس پر اس شامی نے تعجب سے پوچھا کہ کیا آپ واقعی اُن ہی اہلبیت سے ہیں؟ آپنے فرمایا:۔ ہاں ہم وہی اہلبیت ہیں۔" دوسرا بیان امام حسن علیہ السلام کا ہے جس میں آپ نے اپنے ایک خطبہ میں علی رؤس الاشہاد اسی آیہ مودۃ القربیٰ سے استدلال فرمایا تھا کہ یہ آیت مسلمانوں پر ہماری محبت کے واجب ہونے پر گواہ ہے۔" ظاہر ہے کہ خود ان دو حضرات آئمہ اہل بیت علیہما السلام کے بیانات سے زیادہ معتبر کسی کا بیان نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ مسلم ہے کہ "اہل البیت ادرٰی بما فی البیت" یعنی گھر کی باتیں تو گھر والے ہی خوب جانتے ہیں۔ غیر لوگ کیا جانیں۔

واضح ہو کہ یہ روایات اکابر محدثین و محققین اہلِ سنت نے روایت کی ہیں۔ کسی غالی یا سبائی فرقہ کے آدمی نے اُن کو نہیں گھڑا جیسا کہ آپ کا جدید امام الدالخصام، مصنوعی عباسی جس کے منھ کو لگام نہیں' بے دلیل جو چاہتا ہے۔ کہہ دیتا ہے "واذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزۃ بالاثم فحسبہ جہنم ولبئس المہاد۔"

تقریر مذکور کے علاوہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کے بیان مندرجہ صفحہ ۲۷۳ تحفہ اثنا عشریہ کے بموجب جیسا کہ آئندہ مذکور ہوگا آئمہ اہل بیتؑ کی روایت کو مشائخ طریقت نے "سلسلۃ الذہب" کے نام سے موسوم کر کے انھیں سب سے زیادہ معتبر اور واجب القبول بتایا ہے۔ لہذا جناب امام حسن و امام زین العابدین علیہما السلام کے ارشادات متعلقہ آیہ مودۃ القربیٰ کو کوئی دیندار مسلمان معاذ اللہ غلط اور باطل کہنے کی جسارت نہیں کر سکتا۔ ان دونوں حضرات علیہما السلام کے مذکورہ ارشادات صواعق محرقہ کے صفحہ ۱۳۶ پر مندرج ہیں۔ جس کا جی چاہے دیکھ سکتا ہے۔

مولوی صاحبان! یہانتک تو اہل سنت کی مسلمہ روایات بقدر ضرورت آپ کی خدمت میں پیش کی گئیں جن کو میں نے بطور مشتے نمونہ از خروارے مستند کتب اہل سنت سے نقل کیا ہے۔ اب علماء و محققین اہل سنت کے عقائد حقہ بھی اُن کے متعلق ملاحظہ فرمائیے:۔

جناب شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے اپنے تحفہ میں لکھا ہے کہ:۔

"حدیث مثل اہل بیتی فیکم سفینۃ نوح من رکبہا نجی ومن تخلف عنہا غرق" دلالت می کند مگر بر آنکہ فلاح وہدایت مربوط بدوستی ایشان ومنوط باتباع ایشان است وتخلف از دوستی واتباع ایشان موجب ہلاک۔" صفحہ ۳۴۸

"آنحضرت صلعم کا مسلمانوں سے یہ ارشاد کہ تمہارے درمیان میرے اہلبیت کی مثال کشتی نوح کے مانند ہے کہ جو اس میں سوار ہوا اس نے نجات پائی۔ اور جس نے اس سے منھ موڑا فوراً وہ ڈوبا" اسکے سوا کسی بات پر دلالت نہیں کرتا کہ رستگاری اور رہنمائی اہلبیت کی دوستی پر موقوف اور انکی پیروی سے وابستہ ہے اور یہ کہ ان کی دوستی اور پیروی سے رُوگردانی ہلاکت کا سبب ہے۔"

پھر ایک دوسری جگہ شاہ صاحب ممدوح نے اسی تحفہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

"اہل سنت اجماع دارند بر آنکہ محبت اہلبیت کلھم بر ھر مسلم و مسلمہ فرض و لازم و داخل در ارکان ایمان است۔ و در فضائل اہلبیت جمعًا و فرادیٰ تصانیف پرداختہ اند و مناقب ایشان را روایت نمودہ و عمرھا با نواصب مروانیہ و عباسیہ درین مقدمہ پرخاش کردہ و طائفہ از ایشان مثل سعید بن جبیر و نسائی شہید شدند و طائفہ اذیت و رنج کشیدند ...... اہل سنت اند کہ ہمیشہ ناصر اہلبیت بودہ اند و در ھر نماز بر ایشان درود می فرستند" صفحہ ۶۴

"اہل سنت کا اس امر پر اجماع ہے کہ جمیع اہل بیت کی محبت ہر مسلم اور مسلمہ پر فرض و لازم اور ارکان ایمان میں داخل ہے۔ اور اہل بیت کے فضائل میں بہت سے علمائے اہل سنت نے مل کر اور علیحدہ علیحدہ کتابیں تصنیف کی ہیں۔ اور ان کے فضائل و مناقب کو روایت کیا ہے اور اس معاملہ میں (یعنی اہلبیت کی حمایت میں) اہل سنت نے نواصب مروانیہ و عباسیہ کے ساتھ جنگ کرنے میں اپنی عمریں صرف کر دی ہیں۔ ان میں سے ایک گروہ مثل سعید بن جبیر اور امام نسائی نے (اسی کی بدولت) شربت شہادت نوش فرمایا اور ایک گروہ نے بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں۔ یہ اہل سنت ہی کا فرقہ ہے جو ہمیشہ ناصر اہل بیت رہا۔ اور ہر نماز میں اہل بیت پر درود بھیجتا رہا۔"

پھر آگے چل کر فرماتے ہیں کہ:۔

در رؤساء اہل سنت تلمذ باہل بیت نمودہ اند و از ایشان اصول مذہب اخذ نمودہ۔ صفحہ ۶۵

اہل سنت کے پیشواؤں نے اہل بیت کی شاگردی کا شرف حاصل کیا ہے اور ان ہی سے اصول مذہب کو اخذ کیا ہے۔

پھر صفحہ ۳۷۲ پر فرماتے ہیں:۔

"و نیز آئمہ پسین مثل حضرت سجادؑ و باقرؑ و صادقؑ و کاظمؑ و رضاؑ ہمہ مقتدایان و پیشوایان اہل سنت بودہ اند کہ علمائے ایشان مثل زہری و امام ابو حنیفہ و امام مالک تلمذ ازاں جناب کردہ اند و صوفیہ آن وقت مثل معروف کرخی و غیرہ ازاں جناب فیض اندوختہ و مشائخ طریقت سلسلہ آنحضرت را "سلسلۃ الذہب" نامیدہ و محدثین اہل سنت ازاں بزرگواران در ھر فن خصوصًا در تفسیر و سلوک دفتر دفتر احادیث روایت کردہ۔"

"نیز بعد میں جو امام ہوئے (یعنی امام حسینؑ کے بعد) مثل حضرت سجاد (امام زین العابدینؑ) حضرت امام باقرؑ اور حضرت امام صادقؑ اور حضرت امام کاظمؑ اور حضرت امام رضاؑ یہ سب کے سب اہل سنت کے مقتدا اور پیشوا تھے اور علمائے اہل سنت مثل زہری اور امام ابوحنیفہ اور امام مالک ان حضرات آئمہ اہلبیت کے شاگرد تھے اور اس زمانہ کے صوفیائے کرام مثل معروف کرخی وغیرہ نے ان حضرات سے فیض حاصل کیا ہے۔ اور مشائخ طریقت نے ان حضرات آئمہ اہل بیت کے سلسلہ روایات کا نام "سلسلۃ الذہب" رکھا ہے (یعنی وہ بابرکت سلسلہ جو آب زر سے لکھنے کے لائق ہے) اور محدثین اہلسنت نے ان بزرگواروں سے احادیث کے دفتر کے دفتر روایت کئے ہیں۔"

المختصر:۔ اکابر علمائے اہل سنت نے حضرات اہل بیت علیہم السلام کے حقیقی فضائل و مناقب کو قرآن مجید اور احادیث نبویؐ سے اسقدر واضح طور پر بیان کر دیا ہے کہ ان میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں رہی مصنوعی عباسیت آپ کے ظاہری تسنن سے تو ہم بخوبی واقف ہیں کہ یہ شخص اپنے ابتدائی سن شعور ہی سے "اشد الناس علیٰ عترۃ النبی" رہا ہے۔ مگر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کیسے سنی ہیں کہ اس کھلے ہوئے "خارجی المشرب" اور "الد الخصام" کی حمایت میں اپنے مذہب کی بیخ و بنیاد کو خود اپنے ہاتھ سے کاٹ رہے ہیں۔ "ان ھذا الشیء عجاب" خدا آپ پر رحم کرے۔ اب ہم منتظر ہیں کہ پیغمبر خدا کے جو ارشادات اور ان کے متعلق علمائے اہلسنت کے اعتقادات جو ہم نے اوپر نقل کئے ہیں ان کی بابت آپ ارشاد فرمائیں کہ کیا آپ ان کو بھی "افسانوی روایات" کا لقب دیتے ہیں جیسا کہ آپ نے تاریخی واقعات کربلا کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ وہ سب "افسانوی روایات" ہیں۔ حالانکہ اہل سنت کی تمام معتبر کتب تاریخ و سیر وغیرہ ان واقعات و حوادث کے ذکر سے مملو ہیں۔ مگر یہ ملحوظ رہے کہ اس صورت میں آپ نہ صرف علماء و مورخین اہلسنت کے مکذب قرار پائینگے بلکہ آپ کو لازمًا آیات قرآنی اور تمام احادیث نبوی کو بھی جھٹلانا پڑے گا۔ آپ نے بڑے طمطراق کے ساتھ عوام الناس کو بھڑکانے کیلئے حضرت معاویہ کا ذکر چھیڑ دیا ہے جبکہ آپ کے ناصبی المشرب استاد کا منشا صرف اسی قدر تھا کہ یزید کی امامت کو ثابت کرے جس کا ثبوت اس بات پر موقوف نہ تھا کہ حضرت معاویہ کے فضائل و مناقب اول ثابت کئے جائیں تب یزید کی خلافت کا برحق ہونا ثابت ہوگا جس سے آپ کی خوش فہمی اور حق طلبی ظاہر ہوتی ہے۔

بہرحال ہم حضرت معاویہ و یزید کے متعلق آئندہ چل کر مفصل تحقیق معتبر کتب تاریخ و سیر سے لکھیں گے۔ مگر چونکہ اس تحریر کو بہت طول ہو گیا ہے اسلئے یہاں تمہید کے طور پر صرف قرآن مجید کی ایک فیصلہ کن شہادت پر اکتفا کرتے ہیں۔

مولوی صاحبان! اگر آپ واقعی اہلِ سنّت کا مذہب رکھتے ہیں تو اسقدر تو آپکو ضرور معلوم ہوگا کہ خلفائے راشدین کی خلافتوں کے برحق ہونیکے ثبوت میں آیۂ استخلاف پیش کیا جاتا ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ "اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ تم میں سے جو ایمان لائے ہیں اور جنھوں نے اعمال صالحہ کئے ہیں اُن کو ہم خلیفہ بنائیں گے"

اس آیت کا آخری فقرہ یہ ہے:- "وَمَن کَفَرَ بَعدَ ذٰلِکَ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الفَاسِقُون" جس کا مطلب یہ لیا گیا ہے کہ "ان چاروں خلفائے راشدین کی خلافتوں کے عالم شہود میں آنے کے بعد جو شخص ان سے انکار کرے تو وہ فاسق ہے" اور فاسق کو قرآن میں کئی مقامات پر کافر بھی کہا گیا ہے۔ یہ امر واقعات واقعیہ کی بنا پر علی العموم مسلّم ہے جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ حضرت معاویہ نے چوتھے خلیفہ یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت کو صحیح نہیں مانا اور ان کی بیعت سے اپنے آخر دم تک انکار ہی کرتے رہے۔ اب آپ اپنا ناخود فیصلہ کر لیجئے کہ آیا وہ آیت مذکور کے مصداق ہوئے یا نہیں۔ اور اگر نہیں تو پھر معاذ اللہ آیت غلط ہوئی جسکے کہنے کی کوئی دیندار مسلمان جرأت نہیں کرسکتا ——————— باقی آئندہ

آخر میں ہم اس عریضۂ نیاز کو حضرت شاہ نعمت اللہ جزائری رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ ذیل اشعار پر ختم کرتے ہیں۔

داستانِ پسرِ ہند مگر نشنیدی ؛ کہ از و و آز کس او بہ پیمبر چہ رسید
پدرِ او درِ دندان پیمبر بشکست ؛ مادرِ او جگرِ عمِّ پیمبر بمکید
او بناحق حقِ داماد پیمبر بگرفت ؛ پسرِ او سرِ فرزندِ پیمبر ببرید
بر چنیں قوم چو لعنت نہ کنی شرمت باد ؛ لَعنَتُ اللّٰہِ یَزِیدًا وَعَلیٰ قَومِ یَزِید

فقیرِ بے نوا:—— علی احمد امروہوی

لاہور پریس دہلی

کھُلی چِٹّھی

بنام

حامیانِ خلافتِ معاویہ و یزید

منجانب

علی احمد الحنیفی الواسطی الامروہوی

یوم ندعوا کل اناس بامامھم

(وہ دن یاد کرو جب ہم سب لوگوں کو ان کے پیشواؤں سمیت طلب کریں گے)

از:۔ ضیاء احمد صاحب صدیقی ضیاؔ بدایونی

بعض مقامات میں جمہور ملت کے مسلمات کے خلاف کچھ دنوں سے یزید اور یزیدیت کی حمایت میں ایک شرارت آمیز اور گمراہ کن تحریک جاری ہے۔ اشعارِ ذیل اسی کے خلاف احتجاجاً زبانِ قلم پر آ گئے۔ جی چاہا کہ قارئینِ "علی گڑھ" کو بھی شریک کر لیا جائے۔

سودا ہے چند خام خیالوں کو آج کل — بازار گرم ہو ہفوات[1] جدید کا

گاہک ملے تو شوق سے بیچیں متاعِ دیں — پھر کون انتظار کرے مَن یزید[2] کا

تاجر جو ایسے ہوں تو کمی گاہکوں کی کیا — ہر سمت ایک شور ہے بل مِن مزید[3] کا

گھٹ جائے گر حسینؑ کی عظمت تو غم نہیں — مطلب یہ ہے کہ بول ہو بالا یزید کا

ان کور ذوقوں سے کوئی کہتا یہ جا کے کاش — ق — ہر چند فائدہ نہیں گفت و شنید کا

حاشا نہیں یزید کو نسبت حسینؑ سے — ہے فرق نار و نور و شقی و سعید کا

گر ایک مے پرست ہے تو ایک حق پرست — سالک وہ راہِ کج کا یہ راہِ سدید[4] کا

نصرت نبیؐ کے حکم[5] سے ہر دیندار پر — حق ہے یزید کا کہ حسینِ شہید کا

شاہی[6] ملی ہے کس کو جوانانِ خلد کی — مصداق کون ہے ولدینا مزید کا

پیارا ہے سب میں کون حبیبؐ اِلٰہ کو — تارا ہے کون عرشِ خدائے مجید کا

اللہ نے دیا جسے تطہیر[7] کا شرف — گھر ہے حسینؑ کا کہ یزید پلید کا

کس[8] کو مثال دی گئی کشتیٔ نوحؑ سے — ہے کس سے اتصال کتابِ حمید کا

اس پر بھی ہو حمایتِ فاسق سی جن کو کام — کیوں کر نہ دیجئے لقب ان کو عنید[9] کا

لیکن دُعا یہ ہے کہ میسّر ہو حشر میں
ہم سب کو ساتھ امامؑ کا، اُن کو یزید کا

(بشکریہ اخبار "علی گڑھ" مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۵۹ء)

---

۱ بیہودگیاں۔ ۲ نیلام کی زیادہ بولی۔ ۳ کیا کچھ اور بھی ہے۔ ۴ راست۔ ۵ ملاحظہ ہوں احادیث۔ ۶ ایضاً۔ ولدینا مزید۔ یعنی ہماری سرکار میں ان کے لئے اس سے بھی کہیں زیادہ موجود ہے (قرآن مجید) ۷ آیۂ تطہیر جس میں اہلبیت نبیؐ کی فضیلت آئی ہے۔ ۸ اہلبیت کی مثال کشتیٔ نوحؑ سے اور ان کا قرآن سے جدا نہ ہونا صحیح احادیث میں وارد ہے۔ ۹ ہٹ دھرم

بَاسْمِہٖ سُبحَانَہٗ

کھُلی چِٹھّی بنام حامیانِ خلافتِ معاویہ ویزید

علی الخصُوص

جناب مولانا عبدُ الماجد صاحب دریا بادی مدیر اخبار "صدقِ جدید" و مولانا محمد عامر صاحب مہتمم مکتبہ "تجلی" دیوبند

و پرو پرائٹر صاحب کوہِ نور پریس دہلی

برادرانِ اسلام

ھداکم اللّٰہ الی صراط مستقیم۔ السّلام علی من اتبع الھدی

آج ہم کو نہایت حیرت و تعجب سے معلوم ہوا کہ منشی محمود احمد امروہوی نے ایک کتاب "خلافتِ معاویہ ویزید" کے نام سے لکھ کر کچھ عرصہ ہوا کراچی میں شائع کی تھی جس کو پاکستان کی اسلامی حکومت نے فرقِ اسلامیہ میں انتہائی فساد انگیز اور دل آزار ثابت ہونے کے باعث ضبط کر لیا تھا۔ اب اسی گمراہ کن کتاب کو آپ حضرات نے باوجود ادعائے اسلام و ایمان بڑے شوق و ذوق کے ساتھ ہندوستان میں چھپوا کر در اصل مذہبِ اسلام پر ایک کاری ضرب لگائی ہے جس کی کسی دیندار مسلمان سے جس نے قرآن مجید میں آیہ یاایھا الذین آمنوا آمنوا باللّٰہ و رسولہٖ الآیۃ کو بتدبر پڑھا ہے اور آیہ "ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطان" پر غور کیا ہے، ہرگز توقع نہیں کی جا سکتی اور نہ ہونی چاہئے۔ آپ کی یہ ایماندارانہ جسارت اور تعجب میں ڈالتی ہے کہ آپ نے صرف اسی پر بس نہیں کیا بلکہ ایک گشتی چٹھی کے ذریعہ سے کتاب مذکور کی اہمیت دکھا کر اپنے امثال کے لئے اس کو ہدایت و فلاحِ آخرت کا یقینی ذریعہ قرار دیا ہے۔ اس مطبوعہ چٹھی میں کتاب مذکور سے عوام الناس کو جن خوشنما الفاظ میں آپ نے متعارف کرایا ہے وہ آپ کی وسعتِ معلومات اور خوش اعتقادی اور حق پوشی اور ناحق کوشی کا پورا پتہ دیتے ہیں۔

مثلاً آپ نے لکھا ہے کہ :-

"خلافتِ معاویہ ویزید" حضرت معاویہ کے موقف، یزید کے کردار اور امام حسینؑ کے مسلک اور حادثۂ کربلا کی حقیقت پر ایک چونکا دینے والی تحقیق جو مضبوط دلیلوں اور قوی حوالوں سے مزین ہے آپ حیران ہوں گے کہ بات کیا تھی اور پروپیگنڈے نے کیا بنا دی۔ اس کتاب کا مطالعہ اصلاحِ عقائد کے نقطۂ نظر سے بھی ضروری ہے۔ افسانوی روایات نے معاویہ جیسے جلیل القدر صحابی کے بارے میں آپ کے حسنِ ظن میں جو خلل ڈالا ہے وہ معمولی چیز نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ اس عظیم صحابی کیلئے بدگمانیوں کا سرمایہ لے کر آپ خالقِ اکبر کے حضور پہونچیں اور عتاب سے دوچار ہوں۔ پناہ بخدا۔

پھر اس چھٹی میں مذکورہ عبارت کے خلاصہ کی اس طرح پُرزور تصریح فرمائی ہے کہ :-

"معاویہ ویزید" سے عام مسلمانوں کو جو سوءِ ظن ہے اس کی پیشِ خدا جواب دہی کرنا ہوگی۔ اور اس کے لئے وہ عذابِ الٰہی کے مستوجب قرار پائیں گے۔ الخ

یہی نہیں بلکہ کتاب مذکور کو آپ نے اُسی طرح انقلاب انگیز تصور کیا ہے جس طرح اخبار صدقِ جدید میں اسکو انقلاب انگیز بتایا گیا ہے۔

مولوی صاحبان! آپ نے تو "انا وجدنا آباءنا الخ" کے مطابق اپنے آبائی مسلک کی تائید کے لئے کتاب مذکور کو ایک عجیب انقلاب انگیز اور چونکا دینے والی نئی چیز سمجھ کر اہلِ اسلام کو اس سے متعارف کرانے کا قصد کیا ہے جس کی حقیقت میں آگے چل کر ظاہر کروں گا۔ مگر اس کے قبل بطور تمہید میں آپ کو اس چونکا دینے والی کتاب کے فاضل از مادہ فضول مصنّف سے آپ کو متعارف کرانا چاہتا ہوں کہ یہ کون بزرگوار ہیں۔ اور ان کی اہلیت اور قابلیت کس پایہ کی ہے۔

آپ معلم الملکوت کو تو جانتے ہی ہیں کہ کس پایہ کا عالم تھا۔ مگر ان حضرت سے آپ واقف نہیں۔ وہ ہمارے ہموطن ہیں۔ امروہہ کے رہنے والے ہیں۔ جتنا ہم ساکنانِ امروہہ اِن سے واقف ہو سکتے ہیں، باہر والے کیا جانیں کہ وہ کس قماش کے آدمی ہیں اور کتنے پانی میں ہیں "شنیدہ کے بود مانند دیدہ"۔ سُنئیے۔

یہ حضرت بڑے فخر کے ساتھ اپنے کو عباسی کہتے ہیں۔ لیکن حقیقت کچھ اور ہے۔ عباسی باپ کے بیٹے ضرور ہیں جس طرح حضرت زیاد حضرت ابوسفیان کے بیٹے ہو گئے۔ اور حضرت عمرو عاص کا انتساب حضرت عاص سے ہو گیا۔ آپ تو بڑے تاریخ داں اور صاحب علم و افتاء معلوم ہوتے ہیں کہ معاویہ ویزید کی حقیقت اور ان کے واقعی اعمال و افعال کا پردہ فاش کرنے والوں کو مستوجب عذابِ الٰہی ہونے کا بیدھڑک فتویٰ دے دیا۔ پھر کیا اسلامی تاریخیں آپ نے نہ پڑھی ہوں گی۔ ان میں ان دونوں حضرات مذکورین کے حالات ملاحظہ فرمائیے۔ اصل میں کسی کے پرائیویٹ کیرکٹر کو منظرِ عام پر لانے سے ہم کو تہذیب مانع ہے۔ "عقلمنداں را اشارہ کافی ست" خیر ہمیں اس سے کچھ مطلب نہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ محمود احمد صاحب منسوب بہ عباسی نے سنہ ۱۹۳۰ء میں ایک کتاب امروہہ میں بنام تاریخ امروہہ لکھ کر شائع کی تھی جس میں انھوں نے تاریخ نویسی اور واقعہ نگاری کے بہانے سے بلا وجہ امروہہ کے تمام اسلامی معزز اور شریف خاندانوں پر عموماً اور مخدوم سید شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد پر خصوصاً بکمال وقاحت و افترا پردازی نہایت غیر شریفانہ اور دل آزار حملے کئے۔ یہاں تک کہ

برادرانِ شیعہ امامیہ کو یہودی المشرب بتایا۔ اس پر مولوی صبغۃ اللہ صاحب بی، اے (علیگ) مرحوم نے ایک مبسوط کتاب لکھی جس میں اُن کی خوش نسبی کے پوست کندہ حالات کے علاوہ ان کے تمام ہفوات کا پورے طور پر قلع وقمع کر دیا۔ مولوی صاحب ممدوح کے علاوہ دیگر شرفائے امروہہ نے متعدد جوابات اپنے اپنے خاندانوں کے متعلق شائع کئے جن سے اس متعصب اور مردم آزار مصنف کی غلط بیانیوں کی اچھی طرح قلعی کھُل گئی۔

اس سلسلہ میں یہ واقعہ خاص طور سے قابل ذکر ہے کہ شہرت پسندی اور زرطلبی کے علاوہ ابتدائے سن شعور سے اِن حضرت کی ہنگامہ پسند طبیعت کو ناصبیت وعداوت آلِ محمدؐ کی طرف بہت زیادہ رجحان رہا ہے۔ چنانچہ فن تاریخ کی کتاب لکھتے وقت بھی اُن کا یہی جذبہ کارفرما رہا۔ اس تاریخ میں انھوں نے ساداتِ امروہہ کے مذہبی عقائد پر حملہ کرنے ہی پر اکتفا نہیں کی بلکہ اس کے علاوہ نہایت اشتعال انگیز اشتہارات اور پمفلٹ چھپوا کر اُن کی دل آزاری میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔

آخر مجبور ہو کر ۱۹۳۳ء میں ایک سیّد صاحب نے ایک مفصّل اور مُدلّل کتاب بنام سُرمہ چشمِ عبّاسی المعروف بہ **آفتابِ صداقت** لکھ کر عام طور سے بلا قیمت شائع کی۔

اس کتاب کے مصنف نے **تاریخ امروہہ** کے مضامین کا مردود و مطرود ہونا صرف مسلمات اہلِ سنّت ہی کی بناء پر ثابت نہیں کیا، بلکہ خود محمود احمد صاحب کے برادر مکرم مولوی حکیم فرید احمد صاحب عبّاسی کی کتاب "**سِیرۃُ العبّاس**" کے اقتباسات اور اُن کے آٹھ نتائج سے اس شد و مد کے ساتھ اُن کے اعتراضات کو باطل کر دیا کہ آخر کار وہ "**فبھت الذی کفر**" کے مصداق ہو کر رہ گئے اور اُن کی ساری ترکی تمام ہو گئی۔ یہ کتاب جب تک شائع نہ ہوئی تھی، اس وقت تک تو یہ حضرت اپنے احباب کے سامنے بہت کچھ ڈینگیں مارا کرتے تھے مگر جب شہر کے تمام محلوں اور خاندانوں اور درس گاہوں میں جا بجا یہ کتاب تقسیم ہوئی تو ہر چہار طرف سے اُن پر پھٹکار پڑنے لگی۔ اب تو مصنوعی عبّاسی صاحب کی آنکھوں میں سرسوں پھول گئی، ہوش جاتے رہے۔

تھے دو گھڑی سے شیخ جی شیخی بگھارتے
وُہ ساری شیخی اُن کی جھڑی دو گھڑی کے بعد

آخر سمجھ گئے کہ خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم۔ سب سے زیادہ ان کے سوتیلے بڑے بھائی ڈاکٹر محمد احسن صاحب عبّاسی نے اُن پر سخت ملامت اور سرزنش کی، جس کا حال ہم کو مولوی غلام جیلانی صاحب اعظم گڑھی مدرس عربی مدرسہ عربیہ محلہ گذری امروہہ سے اُسی عرصے میں معلوم ہو گیا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ **آفتابِ صداقت** میں ان کے تمام ہفوات وخرافات کے جو جوابات دیئے گئے تھے وہ صرف مسلمات اہلِ سنّت ہی کی بناء پر تھے جس کی صداقت سے کوئی عالم اہلِ سنت انکار نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ تھی کہ جس کسی سُنّی عالم کے پاس وہ اِس کتاب کو لے کر جاتے تھے کہ اس کا جواب حاصل کیا جائے وہ اُن پر لاحول پڑھتا تھا۔ غرض وہاں سے اپنا سا منھ لے کر بے نیل مرام واپس چلے آتے تھے۔

آپ کو حیرت ہو گی یہ سُن کر کہ **آفتابِ صداقت** کے مصنف نے اپنی کتاب کے آخر میں محمود احمد صاحب کو ایک کھُلا ہوا چیلنج بھی دیا تھا جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

"بہر کیف جن حضرات کو مصنّف کی عباسیت میں کلام ہے اور اُن کی شرافت ونجابت میں طرح طرح کے شبہات رکھتے ہیں، ہمارے خیال میں اُن کے لئے اس نزاعی معاملے کا فیصلہ اب بہت آسان ہو گیا ہے

ہمیں یقین ہے کہ اگر فی الواقع مُصنّف کا شجرۂ نسب کسی اشرف وانجب خاندان سے اتصال رکھتا ہے جیسا کہ اُس کا دعویٰ ہے، تو مقتضائے شرافت کی بنا پر غیرت دار مُصنّف یا تو ہماری اِس مختصر تحریر کی تصدیق کر کے اپنے خرافات کی تردید خود اپنے قلم سے لکھ کر شائع کرے گا، یا جو دلائل قاطعہ جناب عباس کی شیعیت اور تقیّہ کی مشروعیت کے ثبوت میں بالاجمال ہم نے تحریر کئے ہیں اور اُس کے بے سروپا دعاوی کے ردّ وابطال میں جو کچھ لکھا گیا ہے، اُن کا مفصل اور معقول جواب تحقیقی ایمانداری کے ساتھ جلد سے جلد شائع کر کے اپنی صداقت اور طیب ولادت کا ثبوت پیش کرے گا۔ لیکن ہم اُسے ایک امرِ حق کا یقین دلاتے ہیں کہ انشاء اللہ ہماری یہ پیشین گوئی پوری ہو کر رہے گی۔ اگر وہ تمام عالم کے نواصب کو مجتمع کر کے ہمارے دلائل کو منقوض کرنا چاہے تاہم محال ہے کہ وہ کسی طرح اس پر قادر ہو سکے۔ "فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین"۔

واقعہ یہ ہے کہ آج تک مصنوعی عباسی صاحب سے آفتابِ صداقت کا اُلٹا سیدھا کوئی جواب نہیں بن پڑا۔ اور اُن کے اِس شرمناک سکوت نے اُن کے کذب وبطلان پر مُہر لگا دی۔ اب خدا کی قدرتِ کاملہ کو ملاحظہ فرمایئے کہ اس بے باک مُصنّف کے بارے میں سیّد صاحب کی پیشین گوئی کیسی سچّی نکلی جس میں کوئی شُبہ نہ رہا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

خوش بود گر محکِ تجربہ آید بمیاں
تا سیہ رُوئے شود ہر کہ در وغش باشد

حضرات! آپ لوگ اس عجیب الفطرت مُصنّف کے افتادِ طبع سے واقف نہیں ہیں۔ جس زمانے میں نیشنل کانگریس کا ستارہ عُروج پر تھا۔ آپ بڑے غالی اور پُر جوش کانگریسی بنے رہے۔ جابجا کانگریس کے جلسوں میں شریک ہو کر مسلم لیگ کے کارکنان کو مغلظات گالیاں دیتے تھے، مگر جب لیگ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی اور ۱۹۴۷ء میں پاکستان بن گیا۔ تو سب سے پہلے اپنے وطن کو خیرباد کہہ کر اُسی مسلم لیگ کے بنائے ہوئے پاکستان کی طرف ہجرت کر کے "السابقون الاولین من المہاجرین والانصار" میں داخل ہو گئے۔

کراچی پہونچ کر انھیں یہ فکر ہوئی کہ کسی طرح اپنی اُس جگر سوز ذلت وندامت کو مٹائیں جو امروہہ کے تمام شیعہ اور سُنّیوں میں اور خود اُن کے خاندان کے لوگوں میں علی رؤس الاشہاد انھیں ہو چکی تھی۔ آخر سوچتے سوچتے انھیں یہ تدبیر سوجھی کہ کم از کم اہلِ سنت کے فرقوں میں پھوٹ ڈال کر سب کو اپنا حامی اور ہمدرد بنا لیا جائے۔ آدمی تھے بڑے چالاک اور ہوشیار، اُن کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ اس موقعہ پر حضرت عمرو بن العاص کی چال بازیوں سے فائدہ اٹھایا جائے۔ جیسے انھوں نے بالتماس حضرت معاویہ جنگ صفین میں یہ چال چلی تھی کہ صرف ایک فقرے کی بدولت اُن کا کام بن گیا یعنی دونوں لشکریوں میں پھوٹ پڑ کر لڑائی کا خاتمہ ہو گیا جس کی طرف مختصر اشارہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلوی نے اپنی ازالۃ الخفاء مقصد دوم کے صفحے ۲۷۶ پر اِن لفظوں میں کیا ہے کہ:۔

"اہل شام مصحف برداشتند کہ درمیان ما وشما ایں قرآن است وحضرت علیؓ فرمود کہ ایں قرآن قرآن صامت است ومن قرآن ناطقم"

آخر جب نیزوں پر قرآن نصب کر دیئے گئے تو حضرت علی مرتضیٰؓ کی کچھ پیش نہ گئی۔ اور فریب خوردہ لشکریوں نے آپ کے ارشاد کی طرف کچھ بھی التفات نہ کی جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ جو لوگ حضرت علی کے طرفدار تھے وہ بھی آپ سے برگشتہ ہو گئے۔

عمرو بن العاص کی اس چال سے سبق لے کر مصنوعی عباسی صاحب نے یہ تدبیر نکالی کہ **خلافت معاویہ و یزید** کا پروپیگنڈا شروع کر دیا جائے۔ اس طریقہ سے دونوں کام ہو جائیں گے "چہ خوش بُوَد کہ بیاید بیک کرشمہ دو کار" یعنی اوّل تو اہل سُنّت میرے ہم داستان اور ہمخیال ہو جائیں گے۔ دوسرے جب عوام الناس میں میری مقبولیت ہو گئی تو امروہہ والوں میں جو میری ذلت ہو چکی ہے اُس کی تلافی بھی ہو جائے گی۔ اس کے ماسوا اسلامی دنیا میں میری کافی شہرت کا اس سے بہتر اور کوئی ذریعہ نہیں ہو سکتا، خواہ کسی عنوان سے ہو۔

گرچہ ہے کس کس خرابی سے وَلے باایں ہمہ

ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے

اِن خیالات۔ سے ان کے روشن دماغ میں یہ بات آئی کہ یزید کو تو سب ہی بُرا کہتے ہیں۔ البتہ اہل سنت حضرت معاویہ کے بارے میں متحد الخیال نہیں ہیں۔ کچھ انھیں خطائے اجتہادی کا مرتکب خیال کر کے حق بہ سمجھتے ہیں اور کچھ اُن کے افعال و کردار کی بنا پر ان سے زیادہ خوش اعتقادی نہیں رکھتے۔ چونکہ اوّل الذکر گروہ کی کثرت ہے لہٰذا ان کی تالیفِ قلوب اور اشتعال انگیزی کی تدبیر یہی ہے کہ خلافتِ معاویہ کی بحث چھیڑ دی جائے۔ لیکن ایسی صورت میں اُن کے ساتھ لازماً یزید کو اور نیز اس کے تمام عمال و حکام کو بھی جو قاتلانِ امام حسینؑ تھے حق پر بتانا پڑے گا۔ اس لئے اس کی کچھ پرواہ نہ کی جائے۔ نتیجہ میں امام حسینؑ برسر خطا ثابت ہو جائیں گے۔ اور اس طرح سانحہ کربلا کی کچھ اہمیت نہ رہے گی جو نواصب کا عین مُدّعائے مقصود ہے۔ اور چونکہ مصنوعی عباسیت مآب کے عبرت انگیز وجود میں ناصبیت و عداوت آل محمد کے زہریلے جراثیم پہلے ہی سے بھرے ہوئے تھے اور اُن کا دلی مقصود یہ تھا کہ امام اہلبیتؑ سے جو عقیدت اور آپ کی جو عظمت و جلالتِ قدر اہلِ سنّت کے قلوب میں ہے اُس کو فنا کیا جائے۔ لہٰذا اس ذریعہ سے یہ مقصد بھی حاصل ہو جائے گا۔ چنانچہ یہی اغراض و مقاصد اس امر کے قوی محرک ہوئے کہ اول حضرت معاویہ کے فضائل و مناقب اور خلافتِ نبوت کے لئے اُن کے استحقاق کو دکھایا جائے۔ تاکہ اکثر افراد اہلِ سُنّت فریب کھا کر ہمارے اور اُن کے طرفدار بن کر اِن سے راضی اور خوشنود ہو جائیں اور یہ سمجھیں کہ یہ نیا محقق جو کچھ کہتا ہے وہ بالکل بجا و درست ہے جیسا کہ ہمارے باپ دادا بھی ایسا ہی کہتے چلے آئے ہیں۔ لہٰذا یزید کے بارے میں بھی جو کچھ وہ کہے گا۔ وہ بھی بجا و درست ہی ہو گا۔ اب اس کو حُسنِ اتفاق کہئے یا سوءِ اتفاق، کراچی میں "جویندہ یابندہ" کے موافق اس کو خوارج و نواصب کا ایک متموّل زبردست گروہ مل گیا "الجنس یمیل الی الجنس" اس معاویہ شاہی جماعت نے اِن حضرت کو ایک پڑھا لکھا مولوی صورت اور خارجی سیرت پاکر اپنا لیڈر بنا لیا۔ اب کیا تھا، مُنہ مانگی مُراد مل گئی۔ آپ نے اپنے مشہور **مولفۃ القلوب** اسلاف کی سُنّت پر علانیہ کاربند ہو کر اور مذہب اہلِ سُنّت پر خاک ڈال کر بے دھڑک خارجیت کا پرچار شروع کر دیا۔ کیونکہ تقاضائے فطرت کو عملاً معرضِ وجود میں لانے کے علاوہ متاع دنیا کے اکتساب کا یہی ایک سب سے آسان ذریعہ تھا چنانچہ ناصبیت مآب نے اپنے اغراض کو پورا کرنے کے لئے "**خلافت معاویہ و یزید**" نام کی کتاب لکھ ڈالی اور بے تکلف کہہ دیا کہ:-

"اے صداقت بر تو لعنت از تو رنجے یافتم

اے بطالت بر تو رحمت از تو گنجے یافتم"

مولوی صاحبان! ہم جانتے ہیں کہ لائق مُصنّف صرف اپنی اسی ریسرچ پر قناعت نہ کریں گے۔ ان کی شموس الفطرتی اور جدت پسندی سے

ہرگز بعید نہیں کہ آگے چل کر وہ اپنے خلیفہ اور امیر یزید کی **نبوت** کا اعلان کردیں کیونکہ اس کے لئے ان کے پاس مصالحہ موجود ہے۔ وہ کہہ دیں گے کہ ہمارے اسلاف میں ایک ایسی مقدس جماعت بھی گذری ہے جن کا **یزید** کے بارے میں یہ عقیدہ اور مسلک تھا کہ "انہ کان من الانبیاء وانہ کان من اولیاء اللہ" اور اس کے ثبوت میں وہ **شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ** کی **وصیت کبریٰ** مطبوعہ مصر کے صفحہ ۳۰۰ کی یہ عبارت آپ کو دکھادیں گے جس میں بصراحت مذکور ہے کہ :-

نا الرافضة لما کانت تسب الصحابة صار العلماء یامرون بعقوبة من سب الصحابه ثم کفرت الصحابة ..... ولم یکن احد اذ ذاک یتکلم فی یزید بن معاویه ولا کان الکلام فیه من الدین، ثم حدثت بعد ذالک اشیاء فصار قوم یظهرون لعنة یزید بن معاویه وربما کان غرضهم بذلک التطرق الی غیره فکره اهل السنة لعنة احد بعینه فسمع بذلک قوم فاعتقد ان یزید کان کبار الصالحین وائمة الهدیٰ وصار الغلاة فیه طرفی نقیض هؤلاء یقولون انه کافر زندیق وانه قتل ابن بنت رسول اللہ وقتل الانصار وابناءهم بالمدینة ویذکرون عنه من الاشتهار بشرب الخمر واظهار الفواحش واشیاء واقوام یعتقدون انه کان اماما عادلا هادیا مهدیا وانه کان من الصحابة او اکابر الصحابة وانه کان من اولیاء اللہ وربما اعتقد بعضهم انه کان من الانبیاء وانه کان من اولیاء اللہ ویقولون من وقف فی یزید وقفه اللہ علی نار جهنم۔ الخ"

"جب علماء (اہلِ سنت) نے دیکھا کہ رافضی لوگ صحابہ کو بُرا بھلا کہتے ہیں، تو انھوں نے حکم جاری کیا کہ جو شخص صحابہ کو بُرا کہے اور پھر اُن کی تکفیر کرے تو اس کو سخت سزا دی جائے۔ اس وقت میں یزید بن معاویہ کے بارے میں نہ کوئی گفتگو کرتا تھا نہ اس کے متعلق گفتگو کرنا امورِ دین میں داخل تھا۔ لیکن اس کے بعد ایسے واقعات پیش آئے کہ قوم نے یزید بن معاویہ پر لعنت کا اظہار کیا جس کی ایک غرض یہ بھی تھی کہ اس ذریعہ سے دوسروں پر لعنت کرنے کی راہ نکالیں۔ اہلِ سنت نے اس طریقہ سے کراہت کی کہ کسی خاص شخص کو متعین کرکے اس پر لعنت کی جائے۔ اس واقعہ کو جب عام طور سے اہلِ سنت نے سُنا، تو انھوں نے یہ اعتقاد کرلیا کہ یزید ایک بہت بڑا صالح العمل اور امام ہادی تھا۔ اب ان اہلِ سنت میں دو طرح کا غلو ہوا۔ ایک گروہ تو یہ کہتا تھا کہ وہ کافر اور زندیق تھا جس نے فرزند رسول اللہؐ کو قتل کیا اور مدینہ میں (یعنی حرّہ کے سنسنی خیز واقعہ میں) انصار اور ان کی اولاد کو تہ تیغ کیا۔ الخ

یہی گروہ یزید کی کھلم کھلا شراب خواری اور اسکے فسق و فجور کا ذکر کرتا تھا۔ دوسرا گروہ (اس کے برخلاف) یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ "یزید ایک امام عادل اور ہادی و مہدی تھا۔ نیز وہ صحابہ بلکہ اکابر صحابہ کے زمرہ میں شامل تھا بلکہ وہ اولیاء اللہ سے تھا" اس گروہ میں ایسے اصحاب بھی تھے جو یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ :-

یزید زمرۂ انبیاء میں سے ایک نبی برحق اور اولیاء اللہ سے تھا۔ ان کا یہ بھی قول تھا کہ جو شخص یزید کے بارے میں توقف کرے خدا اس کو جہنم پر کھڑا کرے گا۔ الخ

شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ کی اس تحقیقات سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ اہلِ سنت میں ایک گروہ یزید کو کافر و زندیق کہہ کر اس پر علانیہ لعنت کرتا تھا۔ اس بناء پر کہ اس نے فرزند رسول الثقلینؐ جناب امام حسینؑ کو قتل کیا، پھر واقعہ حرّہ میں انصار اور ان کی اولاد کو قتل کیا، پھر اس کے افعال سے اس کی شراب خواری اور فسق و فجور کے اتہامات ظہور میں آئے رہے۔ وہاں شیخ الاسلام مذکور اس امر کا بھی انکشاف ہوگیا کہ اہلِ سنت ہی میں ایک ایسا گروہ بھی گزرا ہے جو یزید بن معاویہ کی نبوت و رسالت کا قائل اور معتقد تھا۔

اس کی مزید تائید اُنھیں علامہ ابن اثیر جزری کی تاریخ کامل سے ملے گی جس کی چوتھی جلد کے پانچویں صفحہ پر لکھا ہے کہ "جب مصری لوگ دربارِ معاویہ میں داخل ہوئے تو ان میں سے پہلا شخص ابن جناط تھا۔ اس نے معاویہ کو دیکھ کر کہا "السلام علیک یا رسول اللہ" نیز اُن لوگوں نے بھی جو مصر سے آئے تھے یہی کہا "السلام علیک یا رسول اللہ"

اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ اس وقت کے دین دار مسلمان حضرت معاویہ کو "یا رسول اللہ" کہہ کر سلام کرتے تھے۔ بس جبکہ حضرت معاویہ کی رسالت ان کے اسلافِ کرام کی شہادت سے ثابت ہوئی تو پھر اُن کے جانشین یزید کی نبوت و رسالت میں کسی یزیدی المشرب کو کیا تامل ہو سکتا ہے۔

اب اگر آئندہ مصنوعی عباسی صاحب یزید کی نبوت کا دعویٰ کریں تو اس کی تائید و تصدیق کے لئے وہ مذکورہ شہادتوں سے سند دے سکتے ہیں اور اس صورت میں ان کے لئے کوئی مانع نہ ہوگا۔ کہ وہ اپنے طریقہ کار کی بنا پر بے خوف و خطر یہ کہہ سکیں کہ "لا نبی بعدی" والی حدیث غلط ہے اور اس کو غالیوں اور سبائیوں نے گھڑ لیا ہے اس لئے وہ قابلِ اعتماد نہیں"

اب دیکھنا ہے کہ کب تک آپ کے جدید امام یعنی مصنوعی عباسیت مآب نبوت یزید کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ابھی تو

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

آپ یقین کیجئے کہ ان کی انقلاب پسند طبیعت اُن کی امویانہ سرشت اور اُن کے اولوالعزمانہ خیالات و خواہشات و عزائم سے یہ ہرگز غیر متوقع نہیں کہ وہ عنقریب مزید ریسرچ کر کے اپنے مرشدِ کامل حضرت شیخ محمد الحضرمی قدس سرہٗ کے ارشاد کے مطابق حضرت شیطان کو اپنا خدائی معبود مان کر آپ لوگوں کو اس کی پرستش کی دعوت دینے لگیں جو ہرگز قابلِ تعجب نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ اپنے ایامِ طفلی ہی سے حضرت قاضی القضات یحییٰ بن اکثم رحمۃ اللہ علیہ کی طرح عادتاً اپنے مخصوص مشائخ کرام قدس اللہ اسرارہم کی سنتِ سُنّیہ و بجیہ مرضیہ کے بدل و الہ و شیفتہ ہیں۔ پھر وہ اپنی دل خوش کن اور راحت بخش سیرتِ متبرکہ کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔

"بمزاحت نہ گفتم ایں گفتار ٭ ہزل بگذار و جد از او بردار"
"خوئے بد در طبیعتے کہ نشست ٭ نرود جز بوقت مرگ از دست"

اگر آپ میری بات کا یقین نہ کریں تو کتاب "لواقح الانوار فی طبقات الاخیار" ملاحظہ فرمایئے جس کے عالم مصنف علامہ عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ جو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب اور حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے مشائخ اجازہ سے ہیں تحریر فرماتے ہیں:۔

ومنهم الشيخ محمد الحضرمي ..... كان من اصحاب جدی رضی اللہ عنهما وكان يتكلم بالعجائب من دقائق العلوم والمعارف ...... واخبرنی الشيخ ابو الفضل السرسی انه جاء يوم الجمعة فسألوه الخطبة فقال بسم اللہ فطلع المنبر وحمد اللہ واثنی عليه ومجده

"اور ان اولیاء اللہ سے شیخ محمد الحضرمی قدس سرہٗ ہیں۔ وہ میرے جد بزرگوار کے اصحاب سے تھے۔ آپ علوم و معارف کی عجیب عجیب گہری حقیقتوں کے متعلق کلام فرماتے تھے۔ شیخ ابوالفضل سرسی نے مجھے خبر دی کہ ایکبار وہ جمعہ کے دن تشریف لاتے تو لوگوں نے ان سے خطبہ ارشاد فرمانے کی درخواست کی۔ اس پر حضرت ممدوح بسم اللہ کہہ کر منبر پر تشریف لے گئے

ثم قال واشهد ان لا الٰہ لکم الا ابلیس علیہ السلام" الخ

اور خدا کی حمد وثنا اور بزرگی بیان کر کے ارشاد فرمایا کہ "میں گواہی دیتا ہوں کہ تمہارا کوئی معبود نہیں مگر حضرت ابلیس علیہ السلام"

رجوع باصل مطلب

اس قدر تمہید کے بعد جس سے آپ کو نی الجملہ اپنے جدید ناصبی المشرب امام کی معرفت حاصل ہو گئی ہو گی۔ میں آپ کے اس تبصرہ پر نظر کرتا ہوں جس میں آپ نے اس کی تصنیف کی بابتہ اظہار کیا ہے کہ "وہ ایک چونکا دینے والی تحقیق پر مشتمل ہے"۔ بہت ممکن ہے کہ آپ اس کو دیکھ کر چونک پڑے ہوں جس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ یا تو آپ نے قرآن مجید و تفاسیر وکتب صحاح وسنن ومسانید وسیر وتواریخ معتبرہ ومقبولہ اہل سنت اور علماء محققین اہل سنت کے مسلّمہ عقائد وافادات سے کسی چیز کا سرسری طور پر بھی مطالعہ نہیں کیا، یا مصنوعی عباسیت مآب کی تقلید میں کسی مصلحت سے دیدہ ودانستہ ان کو پس پشت ڈال کر حق پوشی پر کمر باندھی ہے اور صرف اس کی کتاب "خلافت معاویہ و یزید" پر آپ کی مذہبی معلومات کا مدار ہے۔ جبھی تو آپ اضغاث احلام کے دفور میں اسقدر چونکے ہیں اور یہ خواب دیکھ رہے ہیں کہ یہ تو اسلام کا بالکل ایک نیا نقشہ ہے جس سے مسلمانوں کو متعارف کرانا ضروری ہے کیونکہ یہ واقعہ ہے کہ آپ کے علمائے متقدمین متاخرین نے آج تک کبھی ایسا عجیب نقشہ نہ دیکھا تھا۔

حضرات! جس طلسمی اندر جال میں آپ لوگ پھنسے ہوئے ہیں اس کی حقیقت تو انشاء اللہ آپ پر عنقریب منکشف ہو جائے گی۔ لیکن اس وقت ہمیں اس کے متعلق ایک اصولی گفتگو کرنا مقصود ہے جس کے بعد بشرط انصاف آپ خود سمجھ جائیں گے کہ بربنائے عقل و خدا ترسی "افسانوی روایات" کا اختراع وشیوع کس طرف سے ہونا چاہیے تھا اور ہوا، اور ابلہ فریب اور گمراہ کن پروپیگنڈے کی ضرورت کس فریق کے لئے درکار تھی جو وجود میں لائی گئی۔ اور یہ کہ حقیقتاً مضبوط دلیلیں اور مستند حوالے کس کے پاس ہیں۔

آپ نے تلبیس عوام کے لئے یزیدیت کے پروپیگنڈے میں سب سے پہلے حضرت معاویہ کو صرف ایک معمولی صحابی ہی نہیں بلکہ ایک جلیل القدر اور عظیم صحابی بنا کر یزید کے مشہور آفاق اور ناقابل انکار مظالم، اور حیاسوز اور بہیمانہ افعال شنیعہ کو اس پردے میں چھپانے کی کوشش کی ہے اور یہ ظاہر کیا ہے کہ "وہ محض اس سوءظن کی پیداوار ہیں جو صدہا سال سے مسلمانوں میں چلا آتا ہے ورنہ ان کی کچھ اصل نہیں جس کے معنی یہ ہوئے کہ قرآن مجید میں فساق وفجار کے برسر حکومت ہونے اور فساد فی الارض وقطع رحم کے باعث ان کے مستحق لعنت ہونے کے متعلق خدائی پیشگوئیوں کی جو آیتیں نازل ہوئی ہیں وہ معاذ اللہ سب غلط ہیں۔ ان کی تبئین وتعبیر کے بارے میں حضرت مہبط وحی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے تمام ارشادات اور ان کے متعلق صحابہ وتابعین رضوان اللہ علیہم کی تمام روایات اور اکابر محدثین اور مورخین معتمدین کے مشرح بیانات، جن پر ناقابل انکار واقعات اسلام شاہد عادل ہیں وہ سب باطل اور نامعتبر ہیں۔ بخاری شریف وغیرہ کی اس قسم کی حدیثیں جیسے "ان اللہ یؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر" یعنی خداوند عالم اس دین کی امداد اور تائید ایک بدمعاش اور بدکار آدمی کے ہاتھ سے کرائے گا۔ وغیرہ وغیرہ، وہ سب عرب کے بدوؤں کی گپ ہیں۔ محض اس لئے کہ ان کو ماننے کے بعد معاویہ ویزید کی خیریت نہیں معلوم ہوتی۔ گویا ابن سبا نے وحی الٰہی پر بھی ڈاکہ ڈالا، اسی ابن سبا نے صحاح ستہ وغیرہ مقبولہ اہل سنت میں گھس کر تحریف والحاق کے ذریعہ سے احادیث رسول کو بھی مسخ کر دیا۔ اسی منحوس ابن سبا نے حدیث لا یجتمع